جہانِ نسواں

آپا ھندہ

مرد کی عیاریؔ

بے عقل مرد، بے دین مرد، بیکر ہوس مرد، عیاش مرد اور بدمعاش مرد نے آزادیٔ نسواں کے نام پر فرنگی کی غلامی کی تکمیل میں عورت کو گھر کی حاکمیت سے محروم کیا۔ آزادی کا خوبصورت خواب دکھایا عورت کو بے پردہ کیا، برقع اتارا، دوپٹہ اتارا اور کہا کہ حیا تو آنکھ میں ہے دوپٹے اور برقع میں کیا رکھا ہے۔

عورت کو گھر سے نکال کر اسے "سوشل ورکر" کا حسین نام دیکر بازاروں، چوراہوں اور "سیکرٹ" ماحول میں رسوا کیا گیا، عورت کو پرائیویٹ سیکرٹری بنا کر جنس کے بھوکے مرد نے اپنی گندی ناپاک نگاہوں کی بھوک مٹائی۔

عورت مرد کے برابر ہے وہ مرد کے شانہ بہ شانہ ہر کام کر سکتی ہے کے جمیل جال میں عورت کو پھنسایا اور یہ بے وقوف عورت اس خبیث مرد کے شیطانی چکر میں آ کر ناچنے، تھرکنے اور گانے لگی، اشتہار اور ذریعۂ اشتہار بنی، کال گرل، ماڈل گرل کہلائی۔ ہائی جمپ، لانگ جمپ لگانے لگی، والی بال، ہاکی، ٹیبل ٹینس کھیلنے لگی، سوئمنگ کرنے کی ٹھان لی، تھانیدارنی اور "سپیمن" بن کے شرافتِ نسواں کا منہ چڑانے لگی، حد یہ کہ مقابلۂ حسن میں آگئی۔ حیا سر پیٹ کے رہ گئی، غیرت ڈوب مرنے کو دوڑی، انسانیت سرنگوں ہو گئی اور نسوانیت چیخ اٹھی۔ اے مرے خالق و مالک یہ تیری تخلیق ہے جس نے اپنا سراپا تباہ کرلیا۔ یہ گھر میں آٹا نہ گوندھ سکی کہ ہاتھ خراب ہوتے ہیں، روٹی نہ پکا سکی کہ آگ کی تپش رنگ جھلسا دیتی ہے۔ یہ گھر میں جھاڑو نہ دے سکی کہ مٹی ناک میں جاتی ہے۔ یہ گھر والوں کے کپڑے نہ دھو سکی کہ اس سے جراثیم لگ جاتے ہیں۔ اور اس منہ چڑھی نے خاوند سے کہا یہ سب کام کرانے تھے تو آپ نے کوئی مشین خریدی ہوتی جو یہ سب کام کر دیتی۔ خاوند جو مرد ہے ٹکر ٹکر اس "بھاگوان" کا منہ تکتا رہ گیا لیکن وہ اس رخ پر نہ سوچ سکا، نہ جان سکا اور کبھی بھی اس کے ذہن میں یہ بات نہ آئی کہ جو کچھ اس کے ساتھ ہوا ہے یہ برطانوی اور امریکی غلام مرد کا کیا دھرا ہے۔ یہود و نصاریٰ کی تہذیب قبول کرنے کا منطقی انجام ہے۔

اسی پلید اور کمینے مرد نے عورت کے بال کٹوائے عورت کو مکس گیدرنگ کا عادی کیا، اسی شیطان صفت مرد نے عورت کو جاہلیت کی کافرہ عورتوں والا میک اپ کیا، بنایا، سنوارا، سجایا اور ابلیس کے چیلے مردوں میں لا کھڑا کیا تو اس بے دین عورت کو پتہ چلا کہ

گھری ہوئی ہے طوائف تماش بینوں میں

اور اس نا ہنجار و نابکار عورت کو اس بد باطن مرد نے یہ بھی سکھا دیا کہ تماش بینوں کو کیسے لبھایا جاتا ہے۔ اور یہی "لوبھ" جو گمراہ انسان کی مکروہ جبلت ہے وہ ہر تماش بین کے خنزیر نما ضمیر میں ہے وہ اس تماش بین کی نگاہ و دل پر آئرن کرٹن بن کے گر جاتا ہے۔ یہ اس تماشے میں مگن ہو جاتا ہے اور اس تماشہ گاہ میں کھو جاتا ہے، گم ہو جاتا ہے۔ یہ "انسان" اس جہان کی بہت بڑی حقیقت ہے جو اس لبھانے والی عورت کے سامنے گم صم ہو کے رہ گیا ہے اور یہ انسانیت تو اس کائنات کی انتہائی خوبصورت اور سب سے بڑی حقیقت ہے جو اب حیوانیت میں تبدیل ہو رہی ہے۔ اے مری ماں، اے مری بہن، اے مری بیٹی اور اے شریف شوہر کی شریف بیوی..... کاش تو عورت اور مرد کے اس حیوانی تغیر کو روک سکتی۔

ہائے یہ حسرت!

اُف یہ تمنا اور یہ خواہش!

مجلس احرار اسلام کی رکنیت سازی

مہم تیز کیجئے۔

اور ماتحت شاخیں مقامی انتخابات جلد مکمل کر کے مرکز کو ارسال کریں۔

(مرکزی ناظم نشر و اشاعت)

(بقیہ از ص ۵۲)

نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ بالاخر میں ہی انکی کتابوں میں پائی جاتی ہوں۔ ورنہ انہیں پوچھتا کون ہے۔

دیمک کی ملکہ کی بات بالکل سچی تھی۔ میں نے گھبرا کر کہا۔ تم بالکل ٹھیک کہتی ہو۔ اگلی بار اگر میری کوئی کتاب چھپی تو اس میں تمہارا شکریہ ضرور ادا کروں گا۔

ہنس کر بولی۔ اتنی ساری بات چیت کے بعد بھی تم اپنی کتاب چھپواؤ گے۔ بڑے بے شرم اور ڈھیٹ آدمی ہو۔ مرضی تمہاری۔ ویسے میرا شکریہ ادا کرنے کے بجائے اگر کتاب ہی میرے نام معنون کر دو تو کیسا رہے گا۔

یہ کہہ کر دیمکوں کی ملکہ کلیات میر کی گہرائیوں میں گم ہو گئی۔ اور میں لائبریری سے باہر نکل آیا۔

(بہ شکریہ "کتاب نما" دہلی مارچ ۱۹۹۴)۔